رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان

ماہوار رسالہ

تبصرۃ الاطبا

مدیر حکیم احمد الدین مجدد طب جدید

جلد ۲	بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۲ء	نمبر ۱۲

مقاصد رسالہ

(۱) علم علاج کے تمام مروجہ طریقوں مثل یونانی۔ ڈاکٹری۔ ویدک۔ ہومیوپیتھک وغیرہ کے اصولوں پر محققانہ ومنقدانہ بحث کرنا اور انکے غلط مسائل کو پختہ دلائل کے ساتھ رد کرنا اور انکے صحیح مگر مختلف فیہ مسائل کو باہم تطبیق دیکر ایک جدید لیکن مکمل اور صحیح طب کا ملک میں قائم کرنا اس رسالے کا خاص پہلا مقصد ہے۔

(۲) انجمن خادم الحکمت کی طبی خدمات۔ جدید علمی نکات اور نئے نئے تجربات سے پبلک کو آگاہی دینا۔

(۳) مایوس العلاج مریضوں کو طب جدید کے ماتحت صحیح مشورہ دینا۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۱- علاج الامراض	۳	۵- خاص سوالات	۲۷	۸- اعلان	۳۸
۲- علم الادویہ	۷	۶- جوابات سوالات خاص	۲۸	۹- استفسارات	۳۹
۳- جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ کانفرنس	۹	۷- مخزن ہمعصر ڈاکٹر ہومیو		۱۰- استفسارات کے جوابات	۴۰
۴- مراسلات	۱۴	لاہور کی خدمت میں جواب الجواب	۳۵	۱۱- ممیات	۴۴

ہر قسم کی خط وکتابت وترسیل زر حکیم احمد الدین مالی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ ہونی چاہیے

قواعد رسالہ

(۱) یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ٹھیک یکم تاریخ کو دفتر سے شائع ہوتا ہے۔ جن اصحاب کو رسالہ وقت پر نہ ملے تو دس تاریخ تک بھی اطلاع دیکر رسالہ منگوا سکتے ہیں جو بیرنگ روانہ ہوگا۔ لیکن دس تاریخ کے بعد درخواست آنے پر قیمتاً مل سکیگا۔

(۲) عام سالانہ قیمت تین روپیہ ہے جو کہ ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔ طلباء سے ۸ عمائد امراء اور والیان ریاست جو کچھ عنایت فرمائیں۔

(۳) قیمت سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ منی آرڈر بھیجنے میں آپکا خرچ ۲ ر لیکن وی۔پی کی وصولی میں ۴ ر خرچ ہوگا۔ پس اتنا فائدہ سوچ لیں

(۴) جو اصحاب آئندہ کے لئے تین نئے خریدار پیدا کر کے انکی طرف سے سالانہ قیمتیں نقد دفتر میں بھجوا دینگے یا وی۔پی وصول کرا دینگے۔ انکا حق ہوگا کہ خود اپنے نام یا کسی دوست کے نام چھ ماہ کے لئے رسالہ مفت جاری کرالیں۔ اور بصورت پانچ خریدار دینے کے ایک سال کے واسطے رسالہ مفت جاری کرا سکتے ہیں۔

(۵) تمام علمی سوالات مفت درج رسالہ ہونگے۔ لیکن تشخیصی سوالات جو کسی مریض کے متعلق طبی مشورہ [redacted] نگسیں ہوں۔ وہ سوالات اگر عام اطباء سے ہوں۔ تو دو آنہ فی سوال اور اگر مدیر رسالہ سے خاص ہوں تو دو روپیہ فی اسکے ہمراہ بھیجنا ضروری ہوگا۔ ورنہ تلف کر دیئے جائینگے۔ البتہ ممبران انجمن خادم الحکمت کے اپنے اور انکے اہل و عیال کے متعلق ایسے سوالات بھی مفت درج ہو سکتے ہیں۔

(۶) عام طور پر تبدیل مقام کے لئے اپنے ڈاکخانہ میں اطلاع کر دینی چاہئے۔ اگر ہمیشہ کیلئے یا کم از کم چھ ماہ کے لئے جگہ تبدیل کی جاتی ہو۔ تو دفتر کو آگاہ فرما دیا کریں۔ تاکہ آپکا پتہ تبدیل کر دیا جائے ورنہ رسالہ نہ پہنچنے کا دفتر ذمہ دار نہیں۔

(۷) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ آنا چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

(۸) نمونہ کا پرچہ ۴ ر کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتا ہے۔ منیجر

مسلسل مضمون سلسلہ بجواب خط نمبر ۲ از ساکن بمبئی

علاج الامراض

(۳) دوسری دوا جو اس مرض کے لئے خاص طور پر مفید و موثر ہے۔ وہ ایک انگریزی دوا سوڈیم سیلے سلاس ہے۔ اس دوا کو ایک ماشہ کے وزن سے ابتداء میں گھنٹہ گھنٹہ بعد دینا چاہیئے۔ دو تین خوراکوں کے بعد چار چار گھنٹہ کے وقفہ سے دیں۔ یہاں تک کہ مریض کے کانوں میں مختلف قسم کی آوازیں (طنین وغیرہ) محسوس ہونے لگیں یا سر میں درد پیدا ہو جائے تو پھر چھ چھ گھنٹہ بعد یا روزانہ ایک دو خوراک کی صورت میں دیں۔ اس دوا کے استعمال سے بھی ایک ہفتہ کے اندر بخار اور دیگر علامات مرض میں بہت تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن بالکل صحت ہو جانے کے بعد بھی تین چار یوم تک اس دوا کو جاری رکھنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ دوا ناموافق آوے جسکی علامات یہ ہیں کہ مریض کے جسم پر سرخ سرخ دورے نکل آتے ہیں۔ مریض دل بہت کمزور ہو جاتا ہے وغیرہ تو پھر اس دوا کو چھوڑ دیں یا اس کے ہمراہ مفرح و مقوی دوا سپرٹس ایمونیا ایرومیٹکس بوزن ایک ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک ملا دیں۔ یعنی دونو ادویہ کو تھوڑے سے پانی میں ڈال کر پلا دیا کریں۔

(۴) تیسری دوا ایس پائرین ہے۔ اس کے استعمال سے بھی مرض کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس دوا کو بطور سفوف دودھ یا سکنجبین لیموں میں ملا کر اس طریق سے استعمال کرتے ہیں کہ پہلے دو روز تک ہر روز چار چار سُرخ (رتی) یہ دوا تین تین گھنٹہ بعد دیتے ہیں، اور پھر تیسرے چھٹے روز تک چار چار گھنٹے بعد دیتے ہیں۔ اور پھر ساتویں سے نویں روز تک پانچ پانچ گھنٹے بعد دیتے ہیں۔ اور پھر دسویں سے بارھویں روز تک چھ چھ گھنٹے بعد دیتے ہیں۔ لیکن اگر اس دوا کے دوران استعمال میں جسم پر داغ دھبے یا ڈورے وغیرہ نکل آئیں یا زیادہ کمزوری محسوس ہو تو اسکے استعمال کو موقوف

کر دینا چاہئے۔

نوٹ۔ مذکورہ بالا ادویہ کے دوران استعمال میں مریض کو قبض نہ ہونے دین۔ چنانچہ اگر ۲۴ گھنٹہ تک اجابت نہ ہو تو کوئی نہ کوئی قبض کشا دوا دیکر قبض کو کھول دینا چاہئے۔ اس کام کے لئے بہت بہتر دواحب سیماب ہے جو تین رتی کے وزن سے رات کو کھلا دی جاتی اور صبح کو سفوف مبارک یا شربت بنفسا یا مگنیشیا سلفاس تھوڑے وزن یعنی ادنے خوراک میں دیدیں۔ جس سے ایک دو یا تین چار دست ہو جائیں۔

(۵) **افیون**۔ یہ دوا بھی اس مرض میں بہت ہی مفید ہے۔ کیونکہ اس کے بوجہ تخدیر کے دردوں کو بہت افاقہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً رات کے وقت چونکہ مریض کو درد کی زیادتی اور بیخوابی کی وجہ سے اکثر تکلیف بڑھ جایا کرتی اس واسطے افیون یا اسکا کوئی مرکب رات کو سوتے وقت کھلا دینا مریض کے واسطے بہت ہی مفید ہوا کرتا ہے۔ مگر چونکہ قابض ہے اس واسطے سخت قبض کی حالت میں اسکا استعمال مضر ہوتا ہے۔ خصوصاً جب مرض دماغ کی طرف منتقل ہونے لگے یا ہو جائے تو اسکا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔

(۶) **کھاری ادویہ**۔ چونکہ اس مرض میں خون میں ترشی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس واسطے کھاری اشیاء کا استعمال بھی اس مرض میں اکثر مفید ہوا کرتا ہے۔ مثلاً سوڈا۔ جوکھار۔ قلمی شورہ وغیرہ۔ ہر ایک کا فرداً فرداً استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جوکھار میں کئی دفعہ دینا چاہئے۔ تاکہ خون میں کھاری کیفیت پیدا ہو کر ترشی کم ہو جائے اور خون کی حالت اعتدال پر آ جائے۔ چنانچہ بار بار دینے میں سوڈا اور جوکھار کی خوراک چار پانچ رتی اور شورہ کی خوراک دو تین رتی مناسب ہے۔ مذکورہ بالا ادویات کے استعمال کے وقت بھی اسکا استعمال جائز بلکہ ضروری ہے۔ اگر مذکورہ بالا ادویہ میں سے کسی ایک کے استعمال کرتے وقت ان کھاری ادویہ میں سے کوئی چیز اسکے ساتھ ملا کر مرکب دیدیں تو کوئی حرج نہیں۔

(۷) **پوٹاسیم آئیوڈائڈ** - یہ دوا بھی اس مرض میں مفید ہے۔ خصوصاً جبکہ حلق منہ اور ناک کے نتھنے خشک ہوں - اور یہ مرض دماغ کی طرف انتقال کر رہا یا کر چکا ہو یا یہ مرض جیب آتشک اور سوزاک کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو بہت ہی مناسب بلکہ انسب ہے کہ اسکا استعمال کریں۔ اسکی خوراک ۲ رتی سے ۳ رتی تک دن میں دو تین بلکہ چار دفعہ تک دے سکتے ہیں تھوڑے سے پانی میں حل کر کے پلا دینا چاہیے۔ لیکن اگر اسکے استعمال سے چھینکیں یا کھانسی آنے لگے یا مرض پھیپھڑوں کی طرف مائل ہو چکا ہو تو اسکا استعمال موقوف کر دیں۔

(۸) **نیلوفر - بنفشہ** - مکو خشک چھ چھ سات سات ماشہ لیکر اسکو بھگو کر پلانا بھی مفید ہے۔

(۹) **سورنجاں شیریں** یا سورنجاں تلخ کا استعمال بھی اس مرض میں بہت مفید ہے - چنانچہ سورنجاں شیریں ایک ماشہ کی خوراک میں اور تلخ ۲ رتی کی خوراک میں روزانہ تین چار دفعہ دے سکتے ہیں۔

(۱۰) **سفوف سمی ۲** بوزن ایک رتی صبح و شام دینا بھی بہت مفید ہے - مگر اس وقت جبکہ مریض زیادہ کمزور ہو جائے۔ اور بخار کی شدت بھی کم ہو جائے۔

علاج بیرونی - خارجی طور پر مندرجہ ذیل تجاویز اس مرض میں نہایت مفید ہوا کرتی ہیں۔

(۱) اگر جوڑ بہت متورم اور سخت ہو اور درد شدید تو ورم کے مقام پر جونکیں لگا کر خون کو وہاں سے کم کریں - بعد ازاں روئی گرم کر کے اس پر باندھ دیں۔

(۲) اگر ورم درمیانہ درجہ کا ہو تو جوکھار ۶ ماشہ آدھ سیر پانی میں حل کر کے اس میں کپڑا بھگو کر مقام ماؤف پر رکھیں - اور ہمیشہ اس سے تر رکھیں۔

(۳) اگر ورم زیادہ ہو تو دھتورہ کے پتوں کا پلٹس بنا کر ورم پر باندھیں۔

(۴) جب مرض زیادہ شدید ہو تو مریض کو بالکل آرام سے بستر پر لیٹے رہنا ضروری ہے ورنہ حرکت کرنے سے دل کے مبتلائے مرض ہو جانیکا اندیشہ ہے اگر قلب مبتلا مرض ہو چکا ہو تو بالکل حرکت کرنا حرام ہے۔ بلکہ ایسے مریض کو صحت ہو جانے کے بعد بھی چند روز تک لیٹے رہنا چاہئے۔ پھر آہستہ آہستہ جسم پر مالش کرائیں۔ بعدہٗ رفتہ رفتہ اُٹھکر بیٹھنا۔ پھر کھڑے ہونا اور پھر چلنا پھرنا چاہئے۔

(۵) مریض کو فلالین کے کپڑے پہنائے جائیں۔ لیکن اگر میسر نہ آسکیں تو گاڑھے کے کپڑے ضرور پہنائے رکھیں اور ننگا نہ ہونے دیں۔ تاکہ جو پسینہ آئے وہ ان کپڑوں میں جذب ہوتا جائے ورنہ پسینہ جذب نہ ہونے کی صورت میں ہوا زدگی اور سردی لگ جانیکا اندیشہ ہے۔ جس سبب سے مرض اعضاء اندرونی میں منتقل ہو جایا کرتا ہے۔

(۶) پوست خشخاش کے جوشاندہ سے متورم جوڑوں کو سینک دینا چاہئے۔ چنانچہ دو تولہ پوست خشخاش کو دو سیر پانی میں پکا کر اور اس پانی میں فلالین وغیرہ کو بھگو کر اور نرم نچوڑ کر صبح و شام یعنی دو دفعہ روزانہ قریب نصف گھنٹہ کے ٹکور کرنا چاہئے۔ اس سے جوڑوں کے اکڑاؤ اور درد میں تخفیف ہو کر مریض کی جان آرام سے رہتی ہے۔

(۷) ایسبغول ۳ تولہ یا تخم کتان ۴ تولہ کو پانی میں گھوٹ کر تھوڑا سا گل روغن ملا کر مقام ورم پر ضماد کریں۔ اور اگر اس میں شدت درد کے موقعہ پر ۳ ماشہ افیون بھی ملالیں تو بہت مناسب ہے۔

(۸) شدت بخار کو کرنے کے لئے مریض کے جسم پر سرد پانی میں اسفنج یا فلالین کا رومال تر کر کے پھیرنا یا سرد پانی میں اگاڑھے کی چادر کو بھگو کر اور نرم سا نچوڑ کر مریض کے اردگرد لپیٹ دینا بہت مفید ہوتا ہے۔

(۹) اگر گرم پانی کے انجرات پر مریض کو بٹھا کر اوپر سے کمبل وغیرہ سے ڈھانک کر پسینہ دینا بھی مفید ہے۔

مسلسل مضمون سلسلۂ دیگر ادویہ — علم الادویہ

جسم میں سکون اور آرام پیدا کرنے میں ایک نہایت اعلےٰ اور چوٹی کی دوا ہے۔ اگر ان تمام امراض کے نام جس میں کہ افیون بطور سکن الم یا دافع درد کے استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں پر لکھے جائیں تو ایک طویل فہرست بن جاتی ہے مگر تاہم علاوہ مذکورہ بالا مواقعہ کے چند مواقعہ استعمال بطور مثال کے درج ذیل ہیں:۔

وجع الکبد جو صفراوی کنکریوں سے پیدا ہوتی ہے۔ وجع الکلیہ جو کہ پتھری سے پیدا ہوتی ہے۔ وجع الورک وعرق النسا وغیرہ۔ ہر قسم کے اعصابی اور ہر قسم کے صدمات جن سے ہڈیوں یا گوشت میں تغرق اتصال ہونے سے درد پیدا ہو۔ درد رحم خواہ عسر الطمث کی صورت میں ہو یا ادبار طمث کی صورت میں۔ غرضیکہ ہر قسم کی دردیں خواہ خراش۔ سوزش اور ورم وغیرہ کی وجہ سے ہوں یا اعصابی تغیرات وفسادات سے ہوں۔ اس کے استعمال سے رفع ہو کر آرام کی صورت مہیا ہو جاتی ہے۔ اور بیداری کے رفع ہو جانے سے نیند جیسی آرام دہ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن مزمن بیداری کی مرض میں چنداں مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور پھر بغیر افیون کے نیند بالکل نہیں آتی گویا مرض پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح بعض تشنجی امراض جیسے مرگی (صرع) اقتناق الرحم (باؤگولہ) وغیرہ میں بھی عادت ہو کر بجائے فائدہ کے مرض کو آخر میں بڑھا دیتی ہے۔

گردے۔ گردوں کی عموماً تمام سوزشی امراض جن میں گردہ کے فعل میں کمی واقع ہو افیون کا استعمال جائز نہیں ہے۔ جیسے ورم گردہ۔ سوزش گردہ کمی بول۔ بول میں رنگ وغیرہ کا آنا یا بول رسوبدار آنا وغیرہ۔ البتہ جن امراض میں گردے اپنا فعل بخوبی یا افراط سے ادا کر رہے ہوں ان میں افیون بہت مفید ہوا کرتی ہے۔ جیسے سلسل بول۔ ذیابیطس وغیرہ وغیرہ۔

جلد پسینہ کی زیادتی میں بھی اسکا استعمال مفید ہے خصوصاً جب مرض سل و دق میں رات کو پسینہ آتا ہے تو اسکے استعمال سے رک جاتا ہے۔

رحم حمل جب قبل از وقت گرنا چاہتا ہے اور دردیں وغیرہ شروع ہو جاتی ہیں تو ایسے وقت میں اسکا استعمال بہت ہی نفع مند ثابت ہوتا ہے۔ نیز وضع حمل کے بعد کی درد کو بھی بہت مفید ہے۔

حمیات ہر قسم کے حمیات میں بہ سبب مضعف قلب ہونیکے اسکا استعمال مفید ہو سکتا ہے لیکن تاہم ان حمیات میں استعمال نہیں کیجا سکتی جن میں معدہ و امعاء کا فعل بالکل بند یا بہت ہی کمزور ہو چکا ہو۔ لیکن جب دست اور قے آرہے ہیں تو افیون بہت ہی مفید چیز ہے جسکی صرف ایک ہی خوراک سے یا چند خوراکوں سے بخار رفع ہو کر آرام ہو جاتا ہے۔ باری کے (نوبتی بخار میں اگر نوبت کے دن قے و اسہال ہوا کرتے ہوں تو نوبت سے پہلے ایک گھنٹہ اسکی نصف سے ایک رتی خوراک دیدینے سے اسی دن نوبت رُک جاتی ہے۔

طریق استعمال

(۱) مُنہ کی راہ سے جب استعمال کرایا جائے تو بشکل سفوف یا گولی بنا کر یا محلول کر کے دی جاتی ہے (۲) مقعد کی راہ سے شیاف یا حقنہ کی صورت میں دیجاتی ہے (۳) براہ تنفس بطریق چانڈو یا مدک (۴) براہ جلد بشکل ضماد یا طلا یا مالش کے اور آبلہ شکستہ یا زخم وغیرہ کی صورت میں بطور ذرور یعنی دھوڑہ کے (۵) براہ ناک حلق کے بطور نفوخ کے

مرکبات افیون

(۱) **برشش کافوری** یہ ایک سفوف کے رنگ میں ہے۔ صفتہ افیون ایک حصہ۔ کافور چہار نصف نصف حصہ تینوں کو خوب کھرل کر کے پارچہ بیز کر لیں۔

فوائد اسکے اندر وہ تمام فوائد موجود ہیں جو افیون کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اور خوراک اس کی افیون سے ہر حالت میں دگنی ہونی چاہیئے۔ یعنی دو چاول یا ½ رتی سے ۲ رتی تک ہے اور کبھی بوقت ضرورت زیادہ تخدیر کی غرض سے چار پانچ رتی تک بھی دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔

جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ کا خاکہ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۱-۲۲-اکتوبر ۱۹۲۲ء کو باغ مقبرۂ جہانگیر کے مشرقی کنارے کی بارہ دری میں جو دریائے روی کی جانب واقع ہے منعقد ہوا۔

لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی گوجرہ ملتان۔ شیخوپورہ اور لائل پور کے اضلاع اور علاقہ جات کے احباب تشریف لائے۔ مورخہ ۲۱۔ اکتوبر کو پہلا اجلاس بصدارت جناب حکیم مرزا خدا بخش صاحب نبیرہ حکیم لاہور ½ گیارہ بجے شروع ہوا۔ جناب حکیم احمد الدین صاحب بانی انجمن نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد جناب حکیم شیخ کرم الٰہی صاحب لاہوری کی معرکتہ الآرا نظم پڑھی گئی۔ بعد ازاں کمیٹی یا انجمن کی اہمیت پر حکیم محمد عبد الغنی صاحب گجرات اور جگر پر حکیم شیخ غلام محمد صاحب آف راولپنڈی نے اپنا اپنا مضمون سنایا۔ جگر کی ساخت اور افعال پر حکیم صاحب موصوف نے سیر کن بحث کی۔ اسکے بعد جناب بانی انجمن نے "طب جدید کا منشا" پر اپنی مدلل تقریر بیان فرمائی اسی ضمن میں انہوں نے آل انڈیا ویدک ویونانی کانفرنس دہلی اور انجمن خادم الحکمت کے کارناموں کا مقابلہ بھی کیا۔ اور آخر میں طب جدید کے منشا اور نصب العین پر وضاحت سے روشنی ڈالی دو بجے کے قریب نماز وغیرہ کے لئے ڈیڑھ گھنٹے کے واسطے پہلا اجلاس ختم ہوا۔

ساڑھے تین بجے دوسرا اجلاس بصدارت جناب حکیم محمد عالم صاحب سیالکوٹی منعقد ہوا۔ حکیم محمد نیر الدین صاحب کامل آف راولپنڈی نے

خوش الحانی سے نظم سنائی۔ بعدازاں "حقیقت مادہ" پر حکیم محمد عبدالغنی صاحب نے نہایت عجیب و غریب مضمون سنایا۔ پھر زبدۃ الحکما جناب ڈاکٹر احمد علی خاں صاحب لاہوری مصنف مختلف کتب طبیہ کا مضمون پڑھا یا گیا جس میں اطبا کو بہت سی قیمتی نصائح کی گئی تھیں۔ اسکے بعد جناب حکیم عبدالرحمن صاحب خاکی نے "اعصاب" پر تقریر کی جس میں اعصاب کی مختصر تشریح کے بعد وہ تدابیر بیان کی گئیں جو کہ تقویت اعصاب کے لئے مفید ہیں۔ بوجہ وقت کی کمی کے تقریر کو درمیان میں ہی چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل اطبا نے اپنے اپنے مایۂ ناز نسخوں کا اظہار کیا۔

(۱) حکیم محمد عبدالغنی صاحب (۲) حکیم عبدالرحمن صاحب امین آبادی (۳) حکیم شیخ غلام محمد صاحب راولپنڈی مجربات کا سلسلہ وسیع رہا۔ اور اس طرح تقریباً ۵½ بجے شام اجلاس ثانی ختم ہوا۔

چونکہ اجلاس ثانی میں جس قدر اطبا کا وقت اظہار مجربات کے لئے رکھا گیا تھا۔ بوجہ وقت کی کمی کے وہ سب صاحبان اپنے اپنے مجربات نہ بتلا سکے۔ لہذا شام کے کھانے کے بعد ۹ بجے ایک اور اجلاس کیا گیا جو رات کے گیارہ بجے ختم ہوا۔ اس میں حکیم عبدالرحمن صاحب امین آبادی نے اپنے بقیہ مجربات اور حکیم رگھا رام صاحب چانتہ آف گوجرانوالہ۔ حکیم مرزا فضل بخش صاحب۔ حکیم محمد عالم صاحب سیالکوٹی۔ حکیم للہ دینا ناتھ صاحب جہلمی۔ اور حکیم عبدالرحمن صاحب خاکی نے اپنے اپنے مجربات بتائے۔ اس کے بعد تبصرۃ الاطباء کے مستقبل پر مختصر سی بحث کے بعد اجلاس کو ختم کیا گیا۔

مورخہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو پہلا اجلاس بصدارت جناب حکیم عبدالرحمن صاحب امین آبادی منعقد ہوا جس میں حکیم للہ دینا ناتھ صاحب جہلمی نے اپنی نظم پڑھی۔ بعدازاں جناب حکیم پنڈت گنگا رام صاحب نے تشخیص الامراض پر اپنا مضمون سنایا۔ اس کے بعد جناب حکیم سید فضل حسین صاحب موجد حیات نسواں مرتسری نے اپنی معرکتہ الآرا نظم اتفاق و یگانگت کے متعلق سنائی۔ نظم ہذا

کے بعد حکیم فیروز الدین صاحب کامل آف راولپنڈی نے اپنا دلچسپ مضمون جسکا عنوان "طب دیسی" کا حشر" تھا۔ سُنایا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد حکیم محمد عالم صاحب سیالکوٹی نے اپنے مجربات پر سے مستوری کا نقاب اُٹھایا۔ بعدازاں حکیم شیخ غلام محمد صاحب آف راولپنڈی نے اپنا بسیط اور عالمانہ مضمون "طب دیسی جدید عالمگیر کی اہمیت" پر شروع کیا جس میں مختلف طریق طبیہ پر بحث کر کے طب جدید عالمگیر کے ناگزیر اصول کا استخراج کیا گیا تھا۔ مضمون ہذا کے بعد جناب حکیم احمد الدین صاحب بانی انجمن نے اپنی معرکتہ الارا تقریر پیدائش امراض کے متعلق شروع کی جس میں فاضل مقرر نے بیان کیا۔ کہ امراض کیوں پیدا ہوتی ہیں۔ اور طب جدید سے پیدائش امراض کی صحیح فلاسفی بیان کی۔ ضمنی طور پر یہ بھی بیان کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ مختلف طریقہ ہائے طب باوجودیکہ انکے بعض اصول غلط ہیں۔ پھر بھی کامیاب ہیں۔ بعد ازاں طب جدید دیسی کے اصول کی فوقیت اور عالمگیر کامیابی ثابت کی۔ اس ضمن میں طبیعت مدبرہ بدن کی ماہیت اور افعال پر بھی بحث کی۔ اور اس طرح سے یہ علمی تقریر تقریباً ۲ بجے ختم ہوئی۔ اس کے بعد حاضرین کے سامنے ایک مریض پیش کیا گیا۔ کہ اس کی تشخیص مرض کی جائے۔ اور پہلا اجلاس نماز اور تفریح کے لئے برخاست ہوا

اجلاس ثانی بصدارت جناب حکیم پنڈت گنگا رام صاحب سندیافتہ شروع ہوا۔ حکیم عبدالرحمٰن صاحب خاکی نے اپنی نظم پڑھی۔ بعدازاں مختصر طور پر انجمن خادم الحکمت کی کارگذاری کی رپورٹ پیش کی جاکر تبصرۃ الاطبار کے مستقبل کے متعلق آرائی گئیں۔ آخر بعد بحث و تمحیص کے یہ پاس ہوا۔ کہ چونکہ گذشتہ دو سالوں میں رسالہ تبصرہ کی وجہ سے بانی انجمن کو پہلے سال تین سو اور امسال ڈیڑھ سو کا خسارہ رہا ہے۔ اور گو امسال ممبروں سے پانچ سے دس تک چندہ لیا گیا۔ مگر پھر بھی رسالہ نے اپنا بوجھ خود نہ اُٹھایا۔ لہٰذا یہ امر پاس کیا گیا۔ کہ رسالہ کی کثرت اشاعت میں سرتوڑ کوشش کیجائے

اور ممبروں سے جو پانچ سے دس تک چندہ لیا جانے کا قاعدہ تھا۔ اسے سال آئندہ کے لئے منسوخ کر دیا جائے۔ اور اس کی بجائے یہ قانون متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ کہ ہر ایک ممبر عام خریداروں کی طرح صرف تین روپے ہی چندہ دے۔ مگر ہر ممبر کے لئے کم از کم دو خریدار مہیا کرنا لازمی ہو۔ جو ممبر دو خریدار نہ دے۔ وہ ایک خریدار کا چندہ اپنی گرہ سے ادا کرے۔ اور عام خریداروں میں سے جو صاحب پانچ خریدار دے۔ اسے سال بھر کے لئے رسالہ مفت دیا جائے۔ غرض یہ قاعدہ متفقہ و متحدہ طور پر پاس کیا گیا۔ سب صاحبان نے اس قاعدہ پر عملدرآمد کرنے کا پُرجوش اظہار کیا۔ اور یہ بات بھی پاس کی گئی۔ کہ تمام ممبران اور خریداران سے قاعدہ مذکور پر فوری عمل درآمد کرنے کی پُرزور درخواست کی جائے۔ یہ بات بھی پاس کی گئی۔ کہ رسالہ کے خاص اور مسلسل مضامین کے لئے جو کاغذ لگایا جاتا ہے۔ اس کی بجائے عام مضامین والا کاغذ استعمال کیا جائے۔ مگر ٹائٹل کور رنگین کر دیا جائے۔

اس کارروائی کے بعد جناب حکیم پنڈت میلارام صاحب کا مضمون آیورویدک معلومات پر پڑھا گیا۔ اور اس کے بعد مفصلہ ذیل اطباء نے اپنے اپنے تجربات کا اظہار کیا۔

(۱) جناب حکیم غلام حسین صاحب آف سمندل (۲) جناب حکیم سید فضل حسین صاحب امرتسری (۳) جناب حکیم فیروز الدین صاحب کامل۔ (۴) جناب حکیم پنڈت گنگا رام صاحب حاذق۔ غرض قریباً ۶ بجے شام کے اجلاس ختم ہوا۔ واضح ہو کہ یہ تجربات کوئی رطب و یابس کا مجموعہ نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک صاحب نے اپنے اپنے خاص اور مایۂ افتخار نسخوں کا اظہار کیا۔ نسخہ کے اظہار کے وقت انکے چہروں سے یہ کیفیت مترشح ہوتی تھی۔ کہ گویا وہ اپنی محنت سے جمع کیا ہوا خزانہ لٹا رہے ہیں۔ اپنے اپنے نسخوں کے متعلق ہر شخص کا یہ دعوےٰ تھا کہ بے شک تجربہ کر کے اپنی تسلی کر لیں۔ اگر سرمو بھی فرق پائیں۔ تو بے شک رسالہ تبصرہ کے ذریعے اس کی تکذیب شائع کریں

یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ انجمن خادم الحکمت کے سالانہ جلسہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ جس طرح اس کی اور کارروائیاں محض رسم اور نمائش اور ریاکاری پر مبنی نہیں بلکہ اخلاص اور دیانت پر مبنی ہیں۔ اسی طرح اسکے مضامین علمی اور اطباء کے تجربات بھی سالہا سال کی محنتوں اور تجربوں کے نچوڑ ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

جلسہ ہذا میں بیان شدہ تمام تجربات اور علمی مضامین علیحدہ کتابی صورت میں شائع کئے جائینگے۔ وہ کتاب گویا جلسہ سالانہ کی کامل رپورٹ ہوگی۔ یہ کتاب جس قیمت پر عام خریداروں کو دی جائیگی۔ اس سے نصف قیمت پر ممبروں کو دی جائیگی۔

ہاں وہ ممبر جو جلسہ ہذا پر تشریف لائے ہیں۔ انکو یہ کتاب بطور تحفہ مفت ارسال کی جائیگی۔ کتاب کی تیاری پر اس کی اطلاع بذریعہ رسالہ تبصرۃ الاطباء کی جائیگی۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ مضامین و تجربات مذکورہ خدا کے فضل سے تمام اطباء اور مرضا کے لئے فیض کثیر کا موجب ہونگے۔

اگرچہ جسقدر احباب کے آنے کی توقع تھی۔ اسقدر تشریف نہیں لاسکے۔ مگر تاہم یہ جلسہ جو اپنی کارروائی کے لحاظ سے بہت دلچسپ رہا ہے۔ آئندہ کے سالانہ جلسوں کے لئے بنیادی پتھر کا کام دیگا۔ اور علمی و عملی ترقیات کا کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔ خاکسار سکرٹری جلسہ سالانہ

تمام خریداران رسالہ نوٹ کرلیں

کہ یہ نومبر کا رسالہ سال کا آخری رسالہ ہے۔ جو لوگ پہلی جلد یا دوسری جلد کے ابتداء سے خریدار ہیں۔ انکی سالانہ قیمت اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ اسواسطے انکو چاہئے کہ اس رسالہ کو مطالعہ کرتے ہی آئندہ سال کے واسطے حسب قواعد رسالہ پیشگی قیمت کا بہت جلد منی آرڈر کرادیں اور بالکل توقف نہ کریں۔ ورنہ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء کا رسالہ تمام ایسے خریداران کے نام وی۔ پی کیا جائیگا۔

منیجر رسالہ

مراسلات

مراسلہ ۱

فیض درجت مکرم و معظم جناب حکیم احمد الدین صاحب

تسلیم - مزاج شریف -

آپ کا کارڈ ملا - باعث مشکوری ہوا - ماہ حال کا رسالہ تبصرۃ الاطباء مل گیا ہے - واقعی آپ کا رسالہ قابل قدر ہے - ممبر انجمن اور عام اشخاص جو آپ سے رسالہ منگواتے ہیں فائدہ اُٹھا رہے ہیں - آپ پبلک کے فائدہ کو مدنظر رکھکر دل و جان سے کوشاں ہیں - مالک آپ کے اِن نیک ارادوں میں ہمت اور ہمیشہ کامیابی بخشے - آپ کی عمر دراز اور اقبال بلند ہو اور ہمیشہ آپکو خوشی اور راحت نصیب ہووے -

امساک سلطانی کا نسخہ جو حکیم غلام حسین صاحب کی طرف سے گذشتہ ماہ کے رسالہ میں درج ہوا ہے - وہ میں نے تیار کر لیا ہے - مگر جیسا کہ حکیم صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ بوتہ آگ میں رکھنے سے آواز دیگا - وہ آواز تا ٹھنڈی ہونے آگ، بالکل نہیں نکلی - میں نے خیال کیا کہ آگ جلدی ٹھنڈی ہو گئی ہے - شائد تھوڑی آنچ ہوئی ہو - اس واسطے آواز نہیں نکلی - میں نے دوبارہ کے قریب اور اوپلوں کی جلتی آگ دے دی - تب بھی آواز نہیں نکلی - بوتہ سرد ہونے کے بعد دیکھا تو وہ قرص پھول گئے ہیں - اور وزن میں دُگنے ہو گئے ہیں - ایک کوزہ میں وہ قرص اور کچھ سیماب ڈالکر کوئلوں کی آگ پر رکھا اور دو گھنٹہ کے بعد اُتار کر اس پارہ کو کپڑے میں چھان لیا - صرف تولہ بھر کے قریب پارہ گاڑھا ہو کر کپڑے میں رہ گیا تھا - اس کی نرم جیسی گرہ بن گئی ہے - اسکو جب بوٹیوں کے رس میں بیکایا جاوے - سخت نہیں ہو گی - اس لئے آئندہ اس رسالہ میں ایسا مفصل دریافت کر کے تحریر فرما دیں - کہ اس میں کیا فرق رہ گیا ہے کہ آواز کیوں نہیں نکلی - اور کیا یہ قرص ٹھیک تیار ہوئے ہیں یا نہیں

اور ان چار بوٹیوں کی بابت ضرور مطلع فرماویں جس میں یہ گرہ پکائی جاویگی۔ تاکہ یہ نسخہ ادھورا نہ رہ جاوے۔ علاوہ اُن چار صفات کے اور جو اس گرہ میں مفید ہیں۔ جو حکیم صاحب جلسہ پر بتلائینگے۔ وہ بھی درج رسالہ فرماویں۔ تاکہ عام خریدار رسالہ فائدہ اُٹھا سکیں۔ جلسہ دیکھنے کا مجھے بھی شوق ہے۔ مگر بوجہ چند وجوہات کے جلسہ میں شامل ہونا مشکل ہے۔ میں آپ کی مہربانی کا نہایت مشکور رہوں۔ آپ کا نیازمند اور خادم المحکما

سنت سنگھ مہاجن منیجر آدتیہ اوشدھالہ۔ راولپنڈی صدر

(اگر آپ جلسہ پر تشریف لے آتے تو چاروں یونیٹیوں کے متعلق دریافت ہو سکتا تھا۔ مگر تمام حاضرین جلسہ میں سے ایک صاحب بھی ایسے نہ نکلے جو کہ حسب شرائط قرص تیار کر کے ہمراہ لاتے اور حکیم غلام حسین صاحب سے حسب وعدہ مزید علم حاصل کر سکتے۔ مدیر)

مراسلہ ۳

پیارے حکیم احمد الدین صاحب دام اقبالہٗ

تسلیم۔ گذارش ہے کہ میرا پختہ ارادہ جلسہ پر حاضر ہونے کا تھا۔ اور چند آلات دوا سازی اور دوا تیار شدہ ادویہ جن کے نسخہ جات بینے انجمن ہذا کے نذر کرنے تھے اور اپنی تقریر و تبادلہ خیالات انجمن سے نہیں کر سکا۔ کیونکہ عین وقت پر ایک حادثہ ہو گیا۔ معاف فرماویں۔ اب بھی کسی وقت میں آپکی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی گذشتہ کارگذاری عرض کرونگا۔

نیز میں نے امساک سلطانی سملانی صاحب کا باقاعدہ تیار کر لیا ہے۔ جس کی اصلیت عرض کرتا ہوں۔ کہ حسب تحریر سملانی صاحب کے بوتہ تیار نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ½ پاؤ مونج میدہ شدہ اور مٹی کمہار اس سے قدرے زیادہ ملا کر تیار کرنا فرمایا ہے۔ مگر یہ نہیں بتلایا کہ مٹی گیلی یا خشک۔ خیر احقر نے پہلے تین چھٹانک گیلی مٹی ملایا تو وہ مونج میں کچھ بھی دکھائی نہ دے بعد کو ایک ایک چھٹانک گیلی مٹی بڑھاتے بڑھاتے ۹ چھٹانک تک مٹی ملائی

تب بوتہ بننے کے لائق مٹی ہوئی جو کہ بمشکل جُڑ سکتی تھی - بعدہٗ بوتہ بنایا اور اسکا ڈھکنا بھی اسی وقت بنا لیا - اور کچھ مٹی صرف مُنہ بند کرنے کے لئے رکھ لی - جب بوتہ خشک ہوگیا تو اس میں شنگرف رومی ۱۲ تولہ - آملہ سار گندھک ۷ تولہ - (حکیم صاحب سملانی نے صرف گندھک لکھی ہے نہ معلوم کہ کونسی گندھک اسی وقت سوال کیا ۱۵ یوم تک انتظار کیا مگر جواب نہ آیا تب آملہ سار گندھک ہی ملادی) اور سونا گہ ۳ تولہ الگ الگ باریک کرکے ملا دیا اور پھر کھرل کیا جب سب ایک جان ہوگئیں تو اس کے آٹھ حصہ کر لئے - ہر ایک حصہ کا وزن ۳ تولہ تھا - پہلے سفوف بوتہ میں ڈالا جو کہ تین تولہ تھا - پھر ایک تولہ گیہ نقرہ مثل روپیہ رکھ دیا - پھر سفوف اور روپیہ غرض کہ تہ بتہ سب قرص اور سفوف رکھے اخیر میں سفوف ڈالا - بوتہ کا ڈھکنا اس کے مُنہ پر رکھ کر باقی مٹی سے مُنہ بند کرکے خشک کیا اور ۴ سیر اوپلہ جلا کر اس میں وہ بوتہ مذکور رکھ دیا اور کان لگا کر آواز کی انتظار کرنی شروع کی تین گھنٹہ تک کوئی آواز نہ آئی تب آواز سے بے اُمید ہوکر بیٹھ گیا - آخر بوتہ ٹھنڈا ہونے پر نکالا گیا - جب کھولا تو قرص سیاہی مائل آپس میں جُڑے ہوئے پائے - بوتہ سے بمشکل نکالے اور ان کو الگ الگ کرنے کی کوشش کی جن میں سے پانچ قرص تو ثابت رہے اور دو عدد قرص ٹوٹ گئے - تب ان قرصوں کو ٹنڈ گلی کی مت شدہ میں ڈالکر ۱۲ تولہ سیماب ڈالا اور حسب تحریر صاحب نسخہ کے چار اوپلہ جلا کر انکے اوپر ٹنڈ مذکور کو رکھ دیا تب ٹنڈ سے تڑ تڑ کی آواز آنے لگی - ٹنڈ کے مُنہ پر جو کپڑا تھا اسکا نصف گھنٹہ کے بعد جھٹک دیا - جب ایک گھنٹہ ہوگیا تو ٹنڈ کو آگ سے علیحدہ کرکے ذرا ٹھنڈا ہونے پر کھولا - کچھ سیماب تو ٹنڈ کے اندر کی طرف، مُنہ کے نزدیک اور کپڑا میں چسپان پایا - سب سیماب کو سمیٹ کر عفدار ڈبل زین کے کپڑے میں سے چھان دیا - تو ۳½ ماشہ سیماب کی گرہ برآمد ہوئی اور سیماب کا وزن کیا تو چھ تولہ باقی رہ گیا - قرصوں کا وزن کیا تو ۹ تولہ ہوگیا (بجائے ۷ تولہ کے) جس سے معلوم ہوا

کہ ۳ تولہ ۸ ½ ماشہ سیماب فرار ہوگیا ہے۔

پھر دوبارہ اور بارہ تولہ سیماب ڈالا (مگر دوسرے دن) اور بطریق سابقہ تیار کیا تو چھ ماشہ سیماب کی گرہ برآمد ہوئی۔ ہر دو گرہ (پہلی ۳ ½ ماشہ کی اور دوسری ۶ ماشہ کی) دو تین دن میں اچھی سخت ہوگئیں اور اسی دن (جب کہ دو دفعہ گرہ سیماب تیار کر چکا تھا) حکیم صاحب سملالی کی خدمت میں ایک مفصل عریضہ عرض کیا جسکا جواب آجتک نہیں آیا۔ یہ سب سامان انجمن کے سامنے دکھلانے کے لئے اور صاحب نسخہ سے تمام نقائص دور کروانے کے لئے پیش کرنا تھا۔ مگر افسوس کہ بے بسی کے باعث رُک گیا ہوں۔ اب التماس ہے کہ اس میں کیا کیا نقص واقعہ ہوئے۔ میری کون کون غلطی ہوئی اور اب اس نسخہ کی درستی کیسے کی جاوے۔ جس سے کہ فائدہ اُٹھایا جاوے۔

میں نے دو عریضہ جناب حکیم غلام حسین صاحب کی خدمت میں عرض کئے ہیں۔ مگر جواب ندارد نہ معلوم کہ کس مجبوری کی وجہ سے آپ جواب نہیں دے سکتے۔ اب آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ مفصل جواب دیں یا مجھے بذریعہ حکم وقت اور تاریخ دیں تاکہ میں آپکے مکان پر سملال میں حاضر ہوکر یہ نسخہ صحیح کروں۔ اگر یہ درست ہو تو بہتر ورنہ اور نیا سامان لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاؤں۔ اور آپ کے سامنے تیار کروں صبح و شام جواب کا منتظر ہوں۔

نیز میں نے کڑہ یعنی جلمندرہ پیچدار کڑاہی میں تیار کیا ہے جس میں کہ دوا ڈالکر بند کرکے اوپر پانی ڈالکر نیچے آگ جلائی جاتی ہے۔ اور اس کڑاہ میں ادویہ کا روغن یا قائم ہونے کی تدبیر کی جاتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی کامل نسخہ کسی اشیاء کے قائم یا روغن کرنے کا معلوم ہو تو رسالہ میں تحریر فرماویں۔ یا میرے ساتھ خط و کتابت کریں تاکہ اس کڑاہی سے فائدہ اُٹھایا جاوے۔ کیونکہ مجھ سے یہ کڑاہی کسی صاحب نے تیار کروائی تھی اور وہ وعدہ کر گئے ہیں کہ ہم اس میں دوا تیار کرینگے۔ مگر آجتک چھ ماہ کا

عرصہ ہوگیا ہے آپ تشریف نہیں لائے ۔ کانسی کی پیچدار ڈبیہ کڑاہی میں جڑی گئی ہے ۔ ایسی مضبوط ہے کہ نہ تو پانی اندر جا سکتا ہے اور نہ ہی اندر سے کسی چیز کی بھاپ باہر آسکتی ہے ۔

جو جو صاحب کڑہ یا جلمندرہ کی تلاش میں ہوں اور ادویات سے کڑا تیار نہ ہوا ہو تو وہ میری کڑاہی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ۔ کیونکہ میرے پاس پر عدد ۴۲ روپے خرچ ہو گئے ہیں ۔ اور اگر کسی صاحب کو فیض پہنچ جاوے تو کیا اچھا ہو ۔ دوسرے عریضہ میں میں اپنے وہ نسخہ عرض کرونگا جو کہ میرے مجرّب اور جلسہ میں پیش کرنے کی خاطر منتخب تھے ۔ برائے نوازش میرا عریضہ مذکور مکمل درج رسالہ فرما کر مشکور فرماویں ۔

(فدوی ٹھاکر سنگھ دفعدار پنشنر موضع گھنہ خورد ۔ ڈاکخانہ صدر سیالکوٹ)

(حکیم غلام حسین صاحب مستفسر کی کامل تسلی فرمائیں ۔ تاکیداً عرض ہے ۔ مدیر)

مراسلہ ع۳

حمل کی علامات اور اُس کی طبعی میعاد

بہ سلسلہ مراسلہ ع۳ مطبوعہ اگست ۱۹۲۲ء

قرارِ حمل کی ایک اور علامت جو تقریباً قطعی سمجھی جاتی ہے ۔ اور بعض اطباء اسکو سب سے معتبر علامت جانتے ہیں ۔ اندامِ نہانی کی اندرونی جھلّی کی تبدیلیٔ رنگت ہے (اندامِ نہانی وہ سامنا سوراخ ہے ۔ جو رحم کو جاتا ہے ۔ اور جسکو فرج بھی کہتے ہیں) یہ جھلّی عام طور پر لبوں کے اندرونی رنگ کی طرح سُرخ ہوتی ہے ۔ لیکن بعد از قرارِ حمل ارغوانی رنگت اختیار کر لیتی ہے ۔

یہ تمام علامات خواہ قرارِ حمل کا کافی ثبوت ہیں تاہم اس سوال کا مکمل جواب (جبکہ کنواری کو حمل کا شُبہ ہو) کسی بڑا کٹر کے ملاحظہ ہی سے حل ہو سکتا ہے ۔

شاذ و نادر ایسی حالتیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں ۔ جن میں مذکورہ بالا

تمام یا ان میں سے اکثر علاماتِ حمل پائی گئیں۔ حتےٰ کہ پستانوں میں دودھ بھی پیدا ہو گیا۔ لیکن دراصل وہ حاملہ نہ تھیں۔ حمل کی یہ عجیب حالت **جعلی حمل** کہلاتی ہے۔ بعض اوقات چند ہفتوں یا مہینوں کے بعد یہ تمام آثار دور ہو کر مشاہدہ آئیہ بے دھوکہ ہو جاتی ہے۔ اور اکثر حالات میں یہ تمام علامات پورے نو ماہ تک رہتی ہیں۔ انتڑیوں کی ہوا جنین کا دھوکا دیتی ہے۔ **دردِ زہ** (جو درحقیقت جھوٹا ہوتا ہے) وقت مقررہ میں سچ مچ ہونے لگتا ہے۔

ڈاکٹر فلورینس ٹیکیول (

لکھتے ہیں کہ مجھے علم ہے۔ ایک عورت کا جو اس نامراد مغالطہ میں مبتلا تھی یہاں تک کہ اس نے دایا کو بھی لگا رکھا تھا اور بچہ کے کپڑے بھی تیار کر رکھے تھے جب یہ دھوکا دفعہ ہو گیا تو بڑا رنج ہوا۔ کیونکہ اکثر اصحاب جو اس دلچسپ واقعہ کے منتظر تھے۔ وقت معینہ پر آ گئے تاکہ فلاں فلاں عورت اور اس کے بچہ کی بابت دریافت کریں۔

اسی قسم کی ایک اور دلچسپ کہانی سر جیمس سمپسن (

) آنجہانی کے تجربات سے نقل کی جاتی ہے۔ جب وہ مادرِ وطن کے ہسپتالوں میں سے ایڈنبرگ کے شفاخانہ میں بطور ہاؤس سرجن کے کام کرتے تھے۔ ایک طالب علم نے جو دردِ زہ والی عورتوں کے کمرہ کا انچارج تھا۔ ایک دن اُنکے پاس آکر درخواست کی کہ ایک حاملہ چند گھنٹوں سے میرے زیر علاج ہے۔ لیکن اسقاط ہونے میں نہیں آتا۔ لہٰذا آپ ہی کوئی رائے دیں۔ جب ڈاکٹر سمپسن نے مریضہ کا امتحان کیا تو اسکو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ بالکل حاملہ نہیں ہے۔ وہ **جعلی حمل** اور جھوٹا **دردِ زہ** تھا لیکن مریضہ اور اُسکے اقرباء کو اس غیر معمولی بات کے قائم کرنے اور مریضہ سے شفاخانہ چھوڑانے کی مشکل کچھ ایسی بڑی تھی کہ اُسکے پورا کرنے کے لئے کافی وقت صرف ہوا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ **اختناق الرحم** بڑھکر یہ خاص صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور یہ بھی بالکل بجا اور درست ہے۔ کہ جب اس قسم کی کسی مریضہ میں ظاہری اثرات (حیض وغیرہ) کا احساس باقاعدہ معدوم ہو جاتا ہے۔ تو پیٹ کا بڑھاؤ جو بچہ کی موجودگی کے لئے فرض کر لیا گیا ہو گھٹنا اور بڑھتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ضمیر اُس کی راہنمائی کرتی ہے۔

ایسی حالت کے قیام کا پتہ ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہی سے چلتا ہے لیکن یاد رہے کہ ایسی حالتیں نہایت ہی کم ہوا کرتی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ مشہور نُدرت حیوانات میں بھی پائی گئی ہے۔

جنین میں جان پڑنا

جب حمل قرار پا جائے تو چوتھے مہینے کے آخر میں جنین کی پہلی حرکات محسوس ہونے لگتی ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ چند ہفتے اُنہی محسوس نہ ہوں۔ پہلی حرکات عموماً کمزور سی پھڑ پھڑاہٹ سے مشابہ ہوتی ہیں۔ جیسے کوئی چھوٹا پرندا پھڑکتا ہے۔ اگرچہ بعض حالتوں میں یہ اس سے زیادہ سخت بھی ہو سکتی ہیں۔ جب بچہ کی پہلی پھڑک محسوس ہوتی ہے۔ تو بعض عورتیں یا تو بالکل یا کسیقدر بیہوش ہو جاتی ہیں۔

ایک بوسیدہ اور لایعنی تصور جس کا بعض جہلا آجتک بھی یقین کر لیتے ہیں یہ ہے کہ اِس طرح جب حرکات محسوس ہوتی ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ جنین میں اب کہیں جان رمق اُٹھی گویا کہ اس میں پہلے ہی موجود تھی۔ چنانچہ اسی تصور سے یہ ہر دلعزیز نام "جان پڑنا" نکلتا ہے۔ جو اِس احساس کو عطاء ہوا۔

یہ خیال محض فضول ہے کہ بچہ کے جسم میں جان اُسی وقت پڑتی ہے جب ماں کو اُس کی حرکات کا احساس ہوتا ہے۔ نہیں بلکہ تخم تو عین قبولیت ہی سے وقت سے زندہ ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بڑھتا کیوں؟ البتہ اس کی حرکات عموماً نطفہ کے قرار پانے کے سولہویں یا سترھویں ہفتے کے قریب

پہلے پہل معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس اثنا میں جنین کے اعصاب اپنے اعضاء کو مختلف قسم کی حرکتیں دینے کے لئے کافی طور پر مکمل ہو جاتے ہیں۔

آخر اس مفروضہ جان پر بنے بعد اکثر عورتیں ابکائیوں اور بیماری کی نامزاد تکالیف سے جن میں وہ پہلے مبتلا رہتی تھیں خلاصی پاتی ہیں۔

زائیدگی کی یقینی تاریخ مقرر کرنیکی ترکیب

علم الحیات کے خاص خاص اصول ایسے ہیں جنکے رو سے یہ معلوم کرنا کہ دماغ حمل کونسی خاص تاریخ کو قرار پایا۔ بالکل ناممکن ہے۔ اس لئے زائیدگی کی خاص تاریخ کا شمار کرنا کسی بڑے سے بڑے، تجربہ کار ڈاکٹر کے لئے بھی محال ہے۔ البتہ جبکہ ہم کو حمل کی تاریخ کو یاد کر کے اصل تاریخ ولادت (اگر ہر طرح سے خیریت رہے) آسانی سے شمار ہو سکتی ہے ذیل میں ایک عام فہم نقشہ مصنفہ ڈاکٹر پروتھر زیمتھ درج کیا جاتا ہے۔

تواریخ زائیدگی بحساب نو ماہ شمسی			تواریخ زائیدگی بحساب دس ماہ قمری		
تاریخ قرار حمل	تاریخ اسقاط حمل	تعداد ایام	تاریخ اسقاط حمل	تعداد ایام	
جنوری یکم	ستمبر ۳۰	۲۷۳	اکتوبر ۷		۲۸۰
فروری ؍؍	اکتوبر ۳۱	۲۷۳	نومبر ۷		۲۸۰
مارچ ؍؍	نومبر ۳۰	۲۷۵	دسمبر ۵		۲۸۰
اپریل ؍؍	دسمبر ۳۱	۲۷۵	جنوری ۵		۲۸۰
مئی ؍؍	جنوری ۳۱	۲۷۶	فروری ۴		۲۸۰
جون ؍؍	فروری ۲۸	۲۷۳	مارچ ۷		۲۸۰
جولائی ؍؍	مارچ ۳۱	۲۷۴	اپریل ۶		۲۸۰
اگست ؍؍	اپریل ۳۰	۲۷۳	مئی ۷		۲۸۰
ستمبر ؍؍	مئی ۳۱	۲۷۳	جون ۷		۲۸۰
اکتوبر ؍؍	جون ۳۰	۲۷۳	جولائی ۷		۲۸۰
نومبر ؍؍	جولائی ۳۱	۲۷۳	اگست ۷		۲۸۰
دسمبر ؍؍	اگست ۳۱	۲۷۴	ستمبر ۶		۲۸۰

نقشہ متذکرہ صدر کے دو حصے ہیں۔ ایک **شمسی** اور دوسرا **قمری** مہینوں کے رو سے تاریخ ولادت کا پتہ دیتا ہے۔ مثلاً یکم جنوری کو جو عورت حسب معمول حیض سے فارغ ہو کر سر منہ دھو بیٹھے اور پھر اسکو حیض نہ آوے تو اُس کی جلد سے جلد ۳۰ دسمبر کو پورے نو ماہ **شمسی** کے اختتام پر یا بدیر ۷۔ اکتوبر کو دس ماہ **قمری** کے خاتمہ پر بچہ جننے کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ اِسی طرح جو عورت ۵ جنوری کو حیض سے پاک ہوئی وہ ۵۔ اکتوبر یا زیادہ سے زیادہ ۱۲۔ اکتوبر کو جنے گی۔ غرض کسی مہینے کی کسی تاریخ کو جب عورت کا حیض بند ہو جائے۔ اور پھر نہ آئے تو نقشہ ہذا میں اس مہینے کے مقابل کی تاریخ ولادت میں وہ دن جمع کر کے اصل تاریخ ولادت بحساب ۹ ماہ **شمسی** دریافت ہو سکتی ہے۔ اور اگر بحساب دس ماہ **قمری** معلوم کرنا چاہیں۔ تو **سات** دن اور جمع کر لیں۔ تو نتیجہ ٹھیک ہوگا مثلاً اگر ایک عورت آٹھ اپریل کو حیض سے فارغ ہو اور مئی میں اسکو حیض نہ آوے (بشرطیکہ وہ تندرست ہو) تو ۳۱ دسمبر میں آٹھ جمع کر کے آٹھ جنوری بحساب ۹ ماہ **شمسی** تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ پھر آٹھ جنوری میں اگر ۷ دن اور جمع کئے جائیں تو ۱۵ جنوری بحساب دس ماہ **قمری** تاریخ ولادت تصور کر لیں۔ وعلےٰ ہذا (باقی دارد)

آپکا بھائی سید صید نور حکیم حاذق درجہ اول پنجاب از جلالپور جٹاں ضلع گجرات

مراسلہ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ اکبر

بجواب مراسلہ ۱ مطبوعہ اگست ۱۹۲۲ء

جناب حکیم مولوی محمد عبد الغنی صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

نہایت ادب سے التماس ہے کہ خاکسار کا اعتراض جناب کی "سانس لینے کی فلاسفی" پر تھا۔ باوجود دعوئے عالم طب جدید ہونے کے آپنے ایلو پیتھک ڈاکٹری کی تقلید کی ہے۔ کوئی جدت آپنے بھی تو پیش نہیں کی جو خاکسار سے جدت کا مطالبہ ہوتا ہے۔

تبصرہ ماہ جولائی کے صفحہ ۲۲ - پیرا ۱-۳ میں **سانس لینے کی فلاسفی** نہایت مختصر الفاظ میں عرض کر چکا ہوں جس سے **یقیناً** آپکو بھی اتفاق ہے۔ کیونکہ آپنے اسپر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ شائد اس لئے کہ بقول آپ کے اِس حقیر نے آپ ہی کے مضمون کو دوہرا دیا تھا؟ سو واضح ہو کہ اگر **مضمون** کو نہ دوہرایا جاتا تو ؎

"تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا؟"

چونکہ آپ **طب جدید** کے عالم ہیں۔ اس لئے **طب قدیم** کی اشاعت کو جناب کی خدمت میں پیش کرنا آفتاب کو شمع دکھانا ہے۔ لہذا بندہ بخیال خویش ہی چند حروف اور عرض کئے دیتا ہے۔ کیونکہ **طب جدید** ہمارے اپنے اشجارِ دماغی کے **پھل پھول** ہونے چاہئیں نہ یہ کہ چند پھول تو حکیم جالینوس کے گلشن سے اُس کی گہری نیند کے زمانہ میں توڑ لائیں اور باقی **ڈاکٹر رابرٹس** کی کیاری سے چُن لیں۔ اور ایک انوکھا **گلدستہ** بنا کے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونک کر اُسکے سامنے اپنے کمال کا ثبوت پیش کریں۔ یعنی **یونانی** اور **ڈاکٹری** کو مخلوط کر کے ایک **نئی طب** بنا بیٹھیں۔ پس خاکسار اپنی ناقص عقل کے مطابق کچھ اور بھی جناب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپکی تسکینِ خاطر ہو سکے۔

دستِ قدرت نے **قصبۃ الریہ** یعنی ہوا کی نالی اور **عروقِ خشنہ** یعنی خانہائے شش کی ساخت **گوشت** سے نہیں بلکہ **کُرتی** سے کی تاکہ وہ ہر وقت **کشادہ** رہیں۔ اور ان میں ہوا کی آمد و رفت کو کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہ آسکے اور باہر **ناک** یعنی نتھنوں کی ساخت بھی **ہڈیوں** اور **کریوں** ہی سے کی (ہڈیوں سے اس لئے کہ ناک بیرونی صدمات سے محفوظ رہ سکے)۔

پس ثابت ہوا کہ **ہوا** کی آمد و رفت کے لئے **ناک سے لیکر شش کے** آخری خانہ تک ہر وقت **راستہ کھلا** رہتا ہے۔ مزید براں اس سارے راستہ میں **لعابدار جھلی** کا استر بھی لگا دیا تاکہ اس سے رطوبت مترشح ہو کر

راستہ کو ہر وقت مرطوب اور خشونت سے باز رکھے۔

چونکہ لفظ خلاء مہمل اور لایعنی ہے۔ یا خالی جگہ میں اور نہیں تو ہوا ضرور رہتی ہے۔ اس لئے۔ بچہ جو ماں کے پیٹ میں سانس نہیں لیتا۔ جب باہر آتا ہے تو کرۂ ہوایہ سے اسقدر ہوا جو اُسکے پھیپھڑوں میں سما سکے۔ اُسکے نتھنوں کی راہ قصبتہ الریہ سے ہوتی ہوئی شش میں داخل ہو کر اُنکو اسقدر پھیلا دیتی ہے۔ کہ پیٹ اور چھاتی اُبھر آتے ہیں۔ پھر جب طبیعت مدبرۂ بدن مدخولہ ہوا میں سے آکسیجن کو خون میں اُسکی اصلاح کے لئے جذب کر لیتی ہے۔ تو بقیہ ہوا کو بمعہ خون کے ذرات فاسدہ کے جو واپسی کے وقت اُس میں مل جاتے ہیں۔ باہر دھکیل دیتی ہے (اُس خارج شدہ ہوا کو دُخان یا کاربانک ایسڈ گیس کہتے ہیں) تو پھیپھڑے پچکے بیٹھ جاتے ہیں۔ پس چھاتی اور پیٹ کو بھی انکی تقلید کرنی پڑتی ہے۔ یعنی وہ بھی نیچے اپنی اپنی جگہ پر واپس آ بیٹھتے ہیں۔

چونکہ خلا ناممکن ہے۔ اس لئے ہوا پھر ناک میں سے ہوتی ہوئی پھیپھڑوں میں پہنچکر اُنکو پھلا دیتی ہے۔ علےٰ ہذا زندگی کے آخری دم تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جسکو تنفس کہتے ہیں۔ اور یہی سانس لینے کی فلاسفی ہے۔"

یہ سلسلہ (تنفس) بھی حرکاتِ قلب کی طرح چلتے۔ بیٹھتے۔ جاگتے۔ سوتے غرض زندگی کے ہر لمحہ میں جاری رہتا ہے۔ ہاں دل کی حرکات کو روکنا یا جاری رکھنا تو ہمارے امکان سے باہر ہے۔ لیکن سانس کو چند منٹ تک روک بھی سکتے ہیں۔ البتہ زیادہ دیر تک دم گھٹا رہنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تازہ ہوا کے خون میں نہ ملنے کے سبب سے اسکا جزوِ جاں بخش یعنی آکسیجن میسر نہیں آتا۔ اس لئے خون زہریلا ہو کر موت کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ پھانسی لینے والا شخص چند ہی منٹ میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر کے راہی مُلکِ عدم ہو جاتا ہے۔

(۱) رہا **حجاب حاجز** کا سوال۔ سو اُس کی نسبت یوں عرض ہے کہ آپنے
بھی تو اسکے ممد یا موجبِ تنفس ہونیکا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ دراں حالیکہ
آپ کا دعوے یہی ہے کہ وہی یعنی **حجاب حاجز** ہی سانس لینے کا باعث ہے۔
کیونکہ آپنے **اسی** کی حرکات سے ہوا کا پھیپھڑوں میں داخل خارج ہونا ثابت
کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(۲) یہ بھی تو آپ نے نہیں بتایا کہ حجابِ حاجز کو **نیچے اوپر** حرکت کیوں
ہوتی ہے؟ یعنی اُسکو کس چیز سے ایسی **باقاعدہ** جُنبش ہوتی ہے جس سے
تنفس کا فعل انجام پائے؟۔

(۳) جب پھیپھڑے ہوا سے پُر ہوکر پھولتے ہیں۔ تو اپنے ملحقہ اعضاء و احشاء
کو بھی اپنے ساتھ ہی اُٹھا لیتے ہیں۔ جن میں **پسلیاں** اور **حجاب حاجز**
خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ چونکہ **پسلیاں** بھی کم و بیش لچکیلی واقع ہوئی
ہیں۔ اس لئے جب پھیپھڑوں سے ہوا خارج ہو جاتی ہے۔ اور وہ **نیچے**
بیٹھ جاتے ہیں۔ تو **پسلیاں** اور **حجابِ حاجز** بھی **نیچے** اپنی اپنی جگہ
پر واپس آ بیٹھتے ہیں۔ علےٰ ہذا یہ سلسلہ جیساکہ اوپر ذکر ہُوا تا حیات
جاری رہتا ہے۔ چنانچہ چھاتی اور پیٹ کا ہر نفس کے ساتھ پھولنے اور
بیٹھنے رہنا اِس امر کا عینی شاہد ہے۔

جب مُرغِ روح اِس پیکرِ خاکی سے پرواز کر جاتا ہے تو یہ سلسلہ بھی معاً
ختم ہو جاتا ہے۔ جسکو **موت** کے ہیبت ناک نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۴) جب سانس کو **اندر** کھینچکر **چھاتی** اور **پیٹ** کا علیحدہ علیحدہ ناپ
لیا جائے تو چھاتی اگر **ایک انچ** بڑھے۔ تو **پیٹ دو انچ** بڑھ جائیگا
لیکن سانس کی **واپسی** کے وقت **چھاتی** اور **پیٹ** علے الترتیب **ایک**
ایک اور **دو دو انچ** گھٹ جائینگے۔ کیونکہ **حجابِ حاجز** میں پسلیوں
کی نسبت **زیادہ** لچک پائی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے ملحقہ اعضاء و احشاء
کو **زیادہ** دور تک دھکیل سکتا ہے۔ پس اگر **حجاب حاجز** ممدِ تنفس ہوتا

تو پسلیاں بھی کم و بیش تنفس کی معاون ضرور ہوتیں۔ مگر آپ نے اُنکا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا اِس سے یہ نتیجہ کبھی اخذ نہیں ہو سکتا کہ **حجابِ حاجز** ہی کے دم قدم کی بدولت سانس کا آنا جانا ہے۔

(۵) میرے اِن الفاظ سے کہ "**حجابِ حاجز کا تنفس سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے**"۔ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ تنفس سے اُسکا کوئی لگاؤ ہی نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ وہ بذریعہ رباط کے پھیپھڑوں سے ملا ہوا ہے۔ اور بوقت تنفس پھیپھڑوں کے ساتھ ساتھ نیچے اوپر حرکت بھی کرتا رہتا ہے۔ تاہم تنفس میں اُسکا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ اُس بیچارہ کو تو بوجہ حرکاتِ **شش** زیر و زبر ہونا پڑتا ہے۔ نہ کہ اُس کی حرکات موجبِ تنفس ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو پسلیوں کی حرکات بھی تنفس کا باعث ہوتیں۔

(۶) **حجابِ حاجز** جسکو دیافرغما یا ڈایافرام بھی کہتے ہیں۔ تنوا ہ بدن میں بمنزلہ ایک دیوار کے حائل ہو کر اسکو دو حصوں (۱) **چھاتی** (۲) **پیٹ** میں تقسیم کر دیتا ہے۔ تاکہ **چھاتی** کو جو دو اعضاء رئیسہ یعنی **دِل** اور **جگر** اور دو اعضاء شریفہ یعنی **دائیں** اور **بائیں پھیپھڑوں** کا مسکن ہے جس طرح وہ دیگر جوانب سے محصور ہے۔ نچلی جانب سے بھی محفوظ رکھے۔ اور **سلطان البدن** یعنی دل کا یہ **قلعہ** پورے طور پر مستحکم و مضبوط ہو جائے۔ بس

حجابِ حاجز فقط ایک دیوار ہے۔ جو **چھاتی** کو **پیٹ** سے جُدا کرتی ہے۔ اور بس۔ احقر الدہر سید صید نور حکیم حاذق مالک پنجاب طبی دارالشفاء جلالپور جٹاں

مکالمہ باہمی

جناب حکیم منشی غریبداس صاحب تسلیم۔ فہرست ادویہ اب تک شائع نہیں ہو سکی۔ رسالہ ہدیتہ الاطباء کی قیمت ۴ ہے (مدیر)

خاص سوالات

مہربان من جناب حکیم صاحب دام اقبالہٗ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم واضح ولائح یاد۔ چار سوال حسب ذیل لکھے جاتے ہیں۔ اُمید ہے تبصرۃ الاطباء میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ ایک روپیہ فیس ارسال ہے۔

(۱) تبصرۃ الاطباء ماہ نومبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۳۴۳ بجواب محمد غوث گولڑہ والا کے آپ نے یہ فرمایا کہ مرض ہیضہ بسبب اجتماع خون در معدہ و امعاء اور سوزش کثیرہ سے واقع ہوتا ہے۔ اور اسکا شافی علاج باہر سے بھاپ اور اندر سے برف دینا ہے۔ اور بس۔ مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کس آلہ سے اور کس قاعدہ سے بھاپ دیا جائے۔ اور اگر مریض مذکور ایسے جگہ میں واقع ہو جہاں برف اور بھاپ دینے کا آلہ نہ ملے اس وقت کیا کرنا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے آپ ایک ایسے نسخہ مرکب خوراکی تحریر فرماوے۔ جو کہ قائم مقام برف اور بھاپ ہے مگر شرطیہ تیر بہدف اور بیخطا۔ نیز تجربہ سے ثابت ہوا کہ بدہضمی کے سبب سے سخت قے اور اسہال لاحق ہوتے ہیں مگر مگنیشیا سلفیٹ اور روغن کافور و پودینہ و اجوائن و افیون وغیرہ سے کامل شفا ہوتا ہے۔ مریض کا یہ کہنا ہے کہ معدہ سے قوۃ دافعہ صرف ریح ہے۔ اور ادویہ مذکورہ برائے تسکین ریاح مشہور و معروف ہے۔ پھر سوزش اور اجتماع خون کہاں رہ گیا یا اجتماع خون سے ریاح پیدا ہوتا مہربانی کرکے وجہ بتا کر مشکور فرماویں۔

(۲) جواب مذکورۂ بالا میں آپ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ یہ صورت کیوں وبا میں شامل ہوگا۔ قریباً لکھوں گا مگر اب تک آپ نے نہیں لکھا مہربانی کرکے تفصیل سے لکھیں کہ یہ مرض کیوں وباء کا صورت اختیار کرتا اور عام اور ایک موسم کیوں ہوتا۔

(۳) ایک مریض زات الجنب کا پرانی ہے۔ صفراوی المزاج حار ہے۔ زکام یا بعض اوقات مگر نزلۂ بارد میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہے۔ تیس برس سے آتشک

اور دو بار سوزاک ہوگیا - مگر ابھی بالکل تندرست ہے - اثناء تر میں بخار خفیف اور کثرت بلغم خام اور رطوبات کثیر منہ سے نکلتے ہیں - ریاح زیادہ - معدہ میں کچوے بھی ہیں - قارورہ بسبب شرکت جگر کی زرد رہتا ہے - اثنائے مرض میں جگر کا درد ماہی بے آب کر دیتا جو کہ رفتہ رفتہ درد تخفیف ہو کر رفع ہوتا ہے صفرا غالب اور زبان بعض اوقات کڑوی رہتی ہے - جماع کا از حد شوق ہے اور اس سے عاجز نہیں ہوتا - بدن نحیف ہے ضعف قلب اور دماغ بلکہ تمام اعضاء رئیسہ اسمیں مبتلا ہیں گرم خوراک سے گرمی ہوتی اور سرد پانی سے خفیف بخار رہتا جو کہ نصف گھنٹہ میں رفع ہوتا ہے - پسینہ کثرت سے ہے - اور سر میں چکر ہے - ایک سفوف میں نے اسکو دیا بالکل آرام ہوگیا مگر مرض پھر کبھی کبھی رجوع ہوتا ہے - علاج شافی تحریر فرمادیں -

(۴) استسقاء زقی ایسا نامراد ہے حکماء اور ڈاکٹران اس سے علاج کر کے عاجز آجاتے ہیں - اور آخر کار اپریشن کر کے پانی کو نکال دیتے ہیں - جس کا نتیجہ مریض ہلاک ہوتا ہے - میں حیران ہوں اسقدر نامور حکما ہیں کیوں اسکے علاج میں کامیاب نہیں ہوتے ہیں - اگر آپکا کوئی تجربہ ہے تو تحریر فرماویں - نسخہ اکسیر بے نظیر ہونا چاہئے - خدا آپ کو ثواب دیگا حکما ہند بخل میں ڈوبے ہوئے ہیں خدا رحم فرماوے - فقط

حکیم پیر سید ابراہیم گیلانی بغداد والا از کراچی بندر

جوابات سوالات خاص

(۱) بھاپ دینے کا طریق یہ ہے کہ مریض کو کسی بید کی بنی ہوئی کرسی پر بٹھا کر اوپر سے کسی کمبل وغیرہ کو اس طرح سے اوڑھا دیں کہ مریض اور کرسی اس میں سما سکیں - اور بیرونی ہوا کا اس کے اندر گذر نہ ہو سکے - پھر پانی کا ابلتا ہوا دیگچہ کرسی کے نیچے رکھدیں - اور آہستہ آہستہ اسکا سرپوش اتارتے جائیں تاکہ حسب برداشت بھاپ مریض کے بدن کو لگتی جائے

یک سخت سرپوش اُتار دینے سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب بھاپ کی گرمی کو مریض برداشت کرلے تو سرپوش بالکل اُتار دیا جائے۔ اس تجویز سے بخوبی کھلکر پسینہ آجاتا ہے۔

علاوہ ازیں ڈبل اینٹ یعنی موٹی اینٹیں جو آجکل کی عمارات پر لگائی جاتی ہیں آگ میں خوب گرم کریں حد کہ انگارہ کی طرح ہو جائے۔ پھر اسکو کرسی یا بید وغیرہ سے بنی ہوئی چوکی وغیرہ کے نیچے رکھدیں۔ اور اس کرسی وغیرہ پر مریض کو بٹھا کر اوپر سے کمبل وغیرہ سے ڈھک دیں۔ اور گرم شدہ اینٹ پر سرد پانی کا برکہ دیں۔ اس اینٹ سے بھاپ نکل کر مریض کے بدن کو لگے گی اور پسینہ آنا شروع ہوگا۔

یا لونگ (قرنفل) اور کھانڈ مساوی پیس کر گولیوں کو انگیٹھی میں سلگا کر مریض کے بدن کو لگے گی اور پسینہ جاری ہو جائیگا۔ لیکن یاد رکھیں کہ اس ترکیب میں بھی مریض کو بیرونی ہوا سے بچانے کے لئے کمل وغیرہ سے ڈھانپ دینا ضروری ہے۔

ان تجاویز کے لئے اگر کرسی وغیرہ نہ مل سکے تو زمین میں گڑھا کھود کر اس میں گرم پانی کا برتن یا کوئلوں کی آگ یا ڈبل اینٹ وغیرہ رکھکر اوپر بیٹھنے کے لئے محض ایک دو لکڑیاں وغیرہ رکھی جاسکتی ہیں۔ یا چارپائی خود جو کہ سوراخدار بنی ہوئی ہو غفلہ ارنہ ہو بھی کام میں لا سکتے ہیں۔ قیمتی آلات کی ضرورت نہیں۔ لیکن تاہم اگر بھاپ وغیرہ دینے میں دِقت ہو تو ایک دیگ میں گرم پانی ڈالکر مریض کو اس میں بٹھا سکتے ہیں۔ جسکو آناً فاناً چند منٹوں میں آرام ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جن مریضان ہیضہ کو تشنج یعنی کرمیں پڑ رہی ہوں گرم پانی میں بٹھلاتے ہی تمام تکلیفوں سے آرام ہو جاتا ہے یہ میرا وسیع تجربہ ہے۔

باقی رہا یہ کہ کوئی دوا بھی ہو جو کہ اندر کھلائی جائے۔ سو واضح رہے کہ میرے تجربہ میں منجملہ دیگر بہت سی دواؤں کے تین قسم کی ادویہ حسب ذیل

ہیں - ابتداء ہیضہ میں روغن کافور - ست پودینہ - ست اجوائن و الائچ بہت مجرب ہے - نیز سُرخ مرچ کم مقدار میں دینا بھی مفید ہے - لیکن دوسرے درجہ میں جب اسہال وقے کا زور ہو افیون جیسی کوئی مفید چیز نہیں ہے مگر تیسرے درجہ میں جب مریض بہت ہی کمزور ہو رہا ہو صفوف سمی نہایت مفید ہے - لیکن اگر ساتھ ہی اعصاب میں تشنج شروع ہو تو کچلہ یا پیپتہ بہت مجرب چیزیں ہیں - ان دونوں کی خوراک ایک ایک چاول ہے نہایت ایک رتی تک دے سکتے ہیں - وہ بھی چند دفعہ کر کے زیادہ اس سے جائز نہیں لیکن یہ اشیاء اگر بار بار قے سے خارج ہو جاتی ہوں تو زیادہ وزن بھی دے سکتے ہیں -

(۲) ہیضہ کی پیدائش کے متعلق جو پہلے لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ ہیضہ وبائی کے متعلق تھا نہ کہ بدہضمی کے ہیضہ کی نسبت کیونکہ بدہضمی کا ہیضہ معمولی سا ہوتا ہے - اور اس میں طبیعت مدبرہ بدن صرف اس غیر منہضم غذا کو نکالنا چاہتی ہے - لیکن وبائی ہیضہ اور طرح سے پیدا ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل مضمون سے ظاہر ہوگا -

سوچنا چاہیئے کہ موسم گرما میں چونکہ تمازت آفتاب سے ہوا گرم ہو جاتی ہے جس سے جلد انسانی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی - اس لئے قوت حیات خون کو زیادہ مقدار میں جلد کی طرف بھیجتی رہتی ہے جس سے جلد کے مسام کھُلے رہتے ہیں - اور مساموں سے مائیت خون متر شح ہو کر بیرونی حرارت سے جلد کو محفوظ و مصئون رکھنے میں مدد دیتی ہے - لیکن جب تک خشک گرمی رہتی ہے تب تک تو یہی سلسلہ چلا جاتا ہے - اور عام طور پر وبائی امراض کا دورہ نہیں ہوتا - لیکن جونہی کہ بارشوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے - تو بدن انسان میں کئی طرح کے انقلابات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں - چنانچہ ایک طرف بارش سے ہوا مرطوب ہو جاتی ہے - اور غیر معتدل ہو کر مضر صحت ہو جاتی ہے - یعنی گرم ہوا حالت اعتدال میں تو

جاذب رطوبات اثر رکھتی ہے۔ جب بدن پر لگتی ہے تو مساموں سے ترشح یافتہ رطوبات کو جذب کر جاتی ہے۔ حتے کہ پسینہ بظاہر کم دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ پانی بھی زیادہ مقدار میں پیا جاتا ہے۔ مگر پسینہ اسقدر ظاہر نہیں ہوتا جسقدر مرطوب ہوا کے دنوں میں کیونکہ اسوقت ہوا اگرچہ گرم ہوتی ہے جس سے پسینہ کی پیدائش کی ضرورت تو قوت حیات ضروری سمجھتی ہے مگر چونکہ ہوا مرطوب ہے۔ اور پسینہ کو جذب نہیں کر سکتی۔ اس واسطے جسقدر مائیت خون مساموں سے رستی ہے بغیر ہوا میں جذب ہوئے بدن پر بہنے لگتی ہے۔ جو عموماً کپڑوں میں جذب ہوا کرتی ہے۔ جلد پر جو ہوا کا فعل ہے وہ تو معلوم ہو گیا کہ حالت اعتدال میں کیا ہوتا ہے اور حالت بے اعتدالی میں کیسے ہے۔ اب پھیپھڑوں کی طرف بھی نظر کرنی چاہیئے۔ کہ حالت اعتدال یا حالت طبعی میں ہوا پھیپھڑوں میں جاکر اپنا جان بخش جزو یعنی آکسیجن تو خون میں چھوڑتی ہے۔ لیکن خون میں سے کاربانک گیس کو اپنے میں جذب کر کے خارج کرتی ہے۔ لیکن جب ہوا خود مرطوب ہو جاتی ہے تو پھیپھڑوں سے رطوبات کو جذب کرنے کی طاقت اس میں کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ مواد فاضلہ جن کے اخراج کے لئے قدرت نے پھیپھڑوں کو بنایا ہے۔ خون ہی میں رہ جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کے انقلاب افعال الاعضا میں پیدا ہونے لگتے ہیں نیز یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہوا جب مرطوب ہو جاتی ہے تو اس میں آکسیجن کا جزو کم ہو جاتا ہے۔ اور کاربانک بڑھ جاتی ہے۔ خصوصاً جب بارش اور گرمی آفتاب سے نباتات میں تعفن اور سڑاند پیدا ہو کر کاربانک کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔ اور چونکہ ہوا کے فعل سے منفعل ہونے والے دو ہی عضو ہیں۔ پھیپھڑہ اور جلد اور ہوا کے غیر معتدل اور غیر طبعی ہونے سے ان دونوں کے افعال میں نقص اور تغیر واقع ہونا ضروری ہے۔ پس لامحالہ طبیعت مدبرہ بدن کو خون کی صفائی کا کام بجائے آلات ہوا

کے آلات غذائیہ سے لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ ان دنوں میں اعضائے غذائیہ معدہ۔ امعا۔ جگر اور طحال وغیرہ اعضا کے افعال میں قوت حیات کو تغیر پیدا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ان اعضاء کی طاقت جاذبہ میں کمی کر کے انکی قوت دافعہ کو تیز کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ خون کے وہ فضول اور قابل اخراج مواد جو بذریعہ جلد یا پھیپھڑوں کے ہوا کی مدد سے خارج کرنے تھے۔ اور وہ ہوا کی بے اعتدالی اور نا طبعی کی وجہ سے اخراج نہیں پا رہے۔ وہ ان اعضا کی مدد سے خارج از جسم کئے جائیں۔ سو یہ ظاہر ہے کہ اخراج کا فعل قوت دافعہ ہی سے سرانجام پاتا ہے۔ اس واسطے آلات غذائیہ کے فعل دافعہ کو تیز کر دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جگر ان دنوں میں صفرا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اور معدہ بھی قے کی طرف مائل رہتا ہے۔ اور آنتیں بھی اسہال کے لئے تیار رہتی ہیں۔ اور انکی قوت جاذبہ کی کمی کی علامت سب سے بڑھکر یہ ہے کہ ان دنوں میں بھوک بالعموم کم ہو جاتی ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ طبیعت مدبرہ بدن کے پاس کسی عضو کے فعل کو تیز کرنے کے لئے چونکہ کارکن چیز خون ہی ہے۔ اور جس عضو سے زیادہ کام لینا منظور ہو اس طرف خون کو زیادہ مقدار میں بھیجنا ضروری ہوتا ہے پس اگر جگر یا طحال کی طرف خون زیادہ ہو جائیگا تو ان اعضاء میں خون زیادہ ہوگا۔ جس سے عموماً موسمی تپ شروع ہو جائینگے۔ تپوں کا پیدا ہونے کے متعلق پہلے کسی وقت رسالہ میں لکھا جا چکا ہے۔ نیز اس وقت چونکہ صرف ہیضہ کا مضمون ادا کرنا ضروری ہے۔ اس واسطے اسکو چھوڑتا ہوں البتہ اسقدر لکھ دیتا ہوں کہ جب قوت حیات خون کو باہر سے اندر کی طرف ان اعضاء میں دھکیلتی ہے تو جلد میں خون کے کم ہو جانے سے سردی اور لرزہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اندرونی اعضاء میں بسبب زیادہ خون کے گرمی اور تپش معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسمی تپوں اور عرقے وغیرہ بھی ضرور ہوا کرتی ہے۔ اور بعض کو دست وغیرہ بھی خود بخود